مبلغ اسلام کے تبلیغی اسلوب کی عصری معنویت

محمد ابوذر امجدی
دارالعلوم فیض رضا، حیدرآباد، تلنگانہ

حضرت مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ والرضوان دین کی خدمات کے سلسلے میں بےلوث شخصیت کے حامل تھے، تبلیغ اسلام کی خاطر آپ نے ہندوستان کے علاوہ مختلف ممالک کے بلاد وامصار کا دورہ فرمایا، ایک عالَم آپ کے علمی جواہر پاروں وتبلیغی ضیاپاشیوں سے منور و مستنیر ہوا۔

ایک اسلامی مبلغ کے لیے تبلیغ دین میں کامیابی کی خاطر جن صفات وکمالات، افکار ونظریات، علوم وفنون سے آراستگی وپیراستگی ضروری ہے وہ تمام کی تمام مبلغ اسلام علیہ الرحمہ میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ جس کا ثمرہ یہ ملا کہ ہزارہا غیر مسلموں نے آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا، ہزارہا قادیانیت کے پیرو کار تائب ہوئے، اور دیگر مذاہب کے سیکڑوں علما، ادبا، رہنما، پروفیسرز، اور سائنس داں وغیرہ اسلام سے بےحد متاثر ہوئے۔

جن اوصاف وکمالات سے مبلغ اسلام علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات مزین تھی اگر انہیں اوصاف وکمالات، افکار ونظریات سے آراستہ وپیراستہ ہوکر اس زمانے کا مبلغ بھی تبلیغ دین کا فریضہ انجام دے تو یقیناً وہ تبلیغ دین میں کامیاب وکامران ہوگا اور کثیر التعداد غیر مسلم، مذہب اسلام سے متاثر ہوں گے اور ہزارہا افراد اسلام کا قلادہ اپنے زیب گلو کریں گے۔

ذیل میں مبلغ اسلام علیہ الرحمہ کی ان خصوصیات واسالیب اور طرزِ تبلیغ کا ذکر کیا جاتا ہے جو اس زمانے میں اسلام کے مبلغین کے لیے مشعل راہ اور مینار ہدایت کی حیثیت رکھتے ہیں

مبلغ اسلام کا بیان کردہ اسلوب تبلیغ

مبلغ اسلام، تبلیغ کے بنیادی اصولوں سے بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

(۱) تبلیغ کے کام میں پہلی شرط حکمت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو آپ مخاطب کر رہے ہیں اولاً آپ اس بات کا جائزہ لینے کے لیے اپنی ذہانت کا استعمال کریں، اس کی نفسیات کا مطالعہ کریں اور اپنے آپ سے سوال کریں کہ اس کے پاس کس قسم کا علم ہے؟ وہ ایک عام سا آدمی ہے؟ فلسفی یا سائنس داں ہے،؟ وہ کس کام میں مشغول ہے؟ آپ کو اس سے جو کچھ کہنا ہو اس کی بنیاد اس کی ذہنیت کے مطابق اسی چیز پر رکھیں۔ اگر وہ ایک تعلیم یافتہ اور باخبر سائنس داں ہے تو آپ اس کے ساتھ گفتگو منطقی اور سائنسی انداز میں کریں، لیکن اگر وہ ایک عام سا آدمی ہے تو آپ آسان ترین الفاظ واصطلاحات کا استعمال کریں اور اسے مثالیں دے کر بات سمجھائیں۔

(۲): دوسری لازمی چیز یہ ہے کہ نصیحت خوبصورت اور پرکشش پیرائے سے بیان کی جائے۔ پھر ہمیں بتایا گیا ہے کہ اگر ہم کسی سے مباحثہ کریں تو ہمیشہ شائستہ انداز گفتگو اختیار کرنا چاہیے، غصہ یا ناراضگی نہیں دکھانا چاہیے بلکہ ان کے ساتھ خفگی یا دشمنی کا ذرہ برابر احساس دلائے بغیر ہمیں اچھے الفاظ سے

پیش کرنی چاہیے۔

ہمیں تبلیغ کے کام کے لیے خود کو لازماتیار کرنا چاہیے۔دعوت الی اللہ کے داعی کے لیے پہلی ضروری بات یہ ہے کہ اسے اللہ تعالی کی ذات میں غیر متزلزل یقین اور بھروسہ ہواور دوسری بات یہ ہے کہ اسے خود بھی اعمال صالحہ کرنا چاہیے کیوں کہ صرف زبانی تبلیغ کی کوئی اہمیت نہیں۔لہذا جس کام کی ہمیں تبلیغ کرنی ہے اس پر خود بھی عمل کریں۔

(۳) قرآن مجید ہم پر زور دیتا ہے کہ ہم ایمان لائیں اور اعمال صالحہ کریں۔اگر ہم خود نیک عمل کرتے ہیں تو پھر ہم ان کی دوسروں کو تبلیغ بھی کر سکتے ہیں۔اگر ہم اپنے آپ کو دوسروں کے سامنے بطور نمونہ نہیں رکھ سکتے تو ہم ان سے یہ توقع نہیں کر سکتے کہ وہ ہماری ان باتوں کو مانیں گے جو ہم ان سے کہہ رہے ہیں۔'' (مبلغ اسلام نمبر،ص:۲۹۴/ ۲۹۵)

مبلغ اسلام کا سائنٹفک طرز تبلیغ

مبلغ اسلام اور جارج برناڈ شا کے مابین عظیم اور تاریخی مکالمہ ہوا۔جس کا مطالعہ کرنے کے بعد کوئی بھی مفکر اس نتیجے پر پہنچے گا کہ مبلغ میں سائنسی اور فلسفیانہ اسلوب تبلیغ ناگزیر ہے۔کیوں اگر مبلغ اسلام علیہ الرحمہ سائنٹفک طرز تبلیغ سے نا آشنا ہوتے تو بین الاقوامی شہرت یافتہ آئرش اسکالر جارج برناڈ شا ہرگز آپ سے متاثر نہ ہوتا کیوں کہ اس کا گمان یہی تھا کہ مولانا صاحب نے باقی سوالات کا تشفی بخش جواب اگر چہ عنایت فرمادیا لیکن جب عقلی دلائل کی روشنی میں جواب طلب کروں گا تو مولانا ہاتھ کھڑے کر دیں گے۔

لہذا اس نے سوال کیا'' مولانا! حیات بعد موت یا سزا و جزا کے لیے جنت و دوزخ کے تصور کو آپ مستحکم سائنسی دلائل کی روشنی میں کس طرح ثابت کرسکیں گے؟ مجھے ڈر ہے شاید آپ مجھے عقلی دلائل سے مطمئن نہ کرسکیں گے۔(مبلغ اسلام نمبر،۴۶۷)

حضرت مبلغ اسلام نے جب سائنٹفک طریقے سے دلائل و براہین پیش فرمائے اور اور جنت و دوزخ کو سائنسی انداز میں پیش کیا تو جارج برناڈ شا متحیر ہو کر عش عش کرتا نظر آیا،اور اس نے متاثر ہو کر یہ کلمات کہے'' واقعی آپ کی پیش کردہ توضیحات و مثالیں حد درجہ خوبصورت،وقیع و بلیغ ہیں۔(ایضاً)

سائنٹفک طرز تبلیغ کے متعلق مبلغ اسلام کا قول زریں

حضرت مبلغ اسلام فرماتے ہیں:'' جب ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو اپنا نائب مقرر فرما کر یمن جانے اور وہاں اسلام کی تبلیغ کے لیے روانہ فرمایا تو انہیں نصیحت فرمائی:'' اے علی! انہیں بتانا کہ صرف ایک اللہ پر ایمان لائیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں۔جب وہ اس کے قائل ہو جائیں تو پھر ان سے کہنا کہ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اللہ کا نبی ہونے پر ایمان لائیں۔جب وہ اس کے قائل ہو جائیں تو پھر انہیں نماز سکھانا۔جب وہ اس کے قائل ہو جائیں تو پھر انہیں زکوۃ،صیام اور حج کے احکام کی تعلیم دینا۔یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نصیحت یہ ہے کہ ہمارے اسلام کی تبلیغ و تعلیم بتدریج ہونی چاہیے۔وقت بدل گیا ہے۔بدقسمتی سے علما،خطبا اور عام مسلمان اسلام کے بنیادی اصولوں اور دوسری غیر ضروری شروط میں فرق نہیں کر سکتے۔اسلام کو قبول کرنے کے لیے متوقع لوگوں کو یہ بتایا جاتا ہے کہ اپنے ختنے کروانا ضروری ہے۔

ختنہ صرف ایک سنت ہے۔اگر چہ یہ بہتر ہے کہ ہر مسلمان مرد ختنہ کرائے مگر اسے ان لوگوں کے لیے ناگزیر نہ بنا دیا جائے جو اسلام قبول کرنے کے خواہش مند ہوں۔جب میں زنجی بار (Zanzibar) میں تھا،مجھے معلوم ہوا کہ تقریبا پانچ ہزار حبشی اسلام قبول کرنا چاہتے تھے مگر انہوں نے اسلام قبول

نہ کیا کیوں کہ انہیں یہ بتایا گیا تھا کہ ختنہ کروانا ان پر واجب ہے، بعد میں خبر ملی کہ ان لوگوں نے عیسائیت قبول کر لی ہے''۔

حضرت مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے جو حدیث پاک نقل فرمائی ہے۔ اگر ہم اس پر ایک عمیق نظر ڈالیں اور غور وفکر کریں تو ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ دین کی باتیں لوگوں تک درجہ بدرجہ (Step by step) پہنچائی جانی چاہیے اور یہ معنیٰ ملحوظ خاطر رہے کہ مخاطب کے اندر برقت جتنی بات قبول کرنے کی صلاحیت ہو اتنی ہی اس کے سامنے پیش کی جانی چاہیے جس سے کہ وہ اکتاہٹ یا کسی طرح کی گھبراہٹ نہ محسوس کرے اور پوری بات اس کے دل ودماغ میں اتر جائے۔

حضرت مبلغ اسلام نے اپنی زندگی کا جو ایک اہم واقعہ نقل فرمایا ہے، اس سے ان کا مقصد صرف اور صرف اس بات کا تاثر دینا ہے کہ اسلام کو ایک تنگ نظر اور متشدد مذہب کی حیثیت سے دنیا کے سامنے نہ پیش کیا جائے بلکہ حکمت عملی اور حالات حاضرہ کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ بیان کردہ واقعے میں حکمت عملی کا تقاضا یہ تھا کہ اولاً ان کو مشرف بہ اسلام کیا جاتا اور ان لوگوں کے دلوں سے اس بات کا خوف دور کر دیا جاتا کہ اسلام کے قبول کرنے میں ختنہ نہ کرانا کوئی رکاوٹ نہیں پیدا کر سکتا ہے، بغیر ختنہ کرائے بھی کوئی بھی آدمی مذہب اسلام قبول کر سکتا ہے۔ یہاں پر یہ حکمت عملی نہ اپنائے جانے سے یہ بنیادی خسارہ ہوا کہ پانچ ہزار حبشی لوگ اسلام کی دولت سے محروم ہو گئے۔ (ایضا ۲۹۵/۲۹۶)

لہذا تبلیغی خدمات میں سائنٹفک طرز واسلوب کا استعمال از حد ضروری ہے، اور سامعین کے مطابق حکمت عملی کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی بات پیش کرنی چاہیے۔ ورنہ تبلیغ مؤثر نہ ہوگی۔ لہذا مبلغ اسلام کے اس اسلوب تبلیغ کو عمل میں لاتے ہوئے تبلیغی فریضہ انجام دیا جائے تو عوام، خواص، جاہل، پروفیسر، اور سائنس داں وغیرہ بھی اسلامی تعلیمات سے متاثر ہوں گے اور دامن اسلام میں پناہ لیں گے۔

راہ تبلیغ میں جذبہ اخلاص کی اہمیت

مبلغ اسلام نے ''اپنی زندگی تبلیغ دین اور خدمت اسلام کے لیے وقف کر دی اور نجی خرچ پر پیغام اسلام دنیا کے کونے کونے تک پہنچایا'' (مبلغ اسلام نمبر، ص: ۳۰۰)

جذبہ اخلاص کے ساتھ تبلیغ کرنے کا یہ اثر ہوا کہ آپ کو تائید غیبی حاصل ہوئی اور جہاں بھی آپ تشریف لے گئے، لوگ بہت متاثر ہوئے۔ مبلغ اسلام کی مخلصانہ تبلیغ سے متاثر ایک فلپائن مندوب اور نو مسلم ڈاکٹر نے کہا: ''آج ہمیں برصغیر ہند و پاک کے مشہور مبلغ مولانا عبدالعلیم صدیقی کی طرح دین کی تبلیغ واشاعت کرنا چاہیے۔ مولانا نے فلپائن کے جزیروں میں اسلام کی تبلیغ کی غرض سے مدت سے لائبریریاں اور مساجد بنوائیں اور ماہنامے اور ہفت روزہ جاری کیے۔ ہمیں اسلام کی جو روشنی ملی ہے انہی سے ملی ہے۔ ان کے مساعی جمیلہ سے ہی ہم مسلمان ہوئے ہیں۔ (ایضا)

تعلیمات اسلامی کی روشنی میں دیکھا جائے تو ہر ایک مسلمان کے اندر اس خصوصیت کا موجود ہونا ضروری ہے کہ اسلام نے ہر شعبہ حیات میں اخلاص وللّٰہیت کا درس دیا ہے۔ رہی بات مبلغ کی تو اس کی ذات کے لیے بالخصوص یہ صفت ناگزیر ہے۔ کہ اخلاص کے بغیر تائید و مدد خداوندی کا حصول ممکن نہیں اور تبلیغ جیسے بڑے کاموں میں بے توفیق خداوندی ہرگز کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔

راہ تبلیغ میں علم کی پختگی

اسلام کی تبلیغ اسلام کی تعلیمات واحکام کے علم کے بغیر ناتمام ہے، اسلام کی صحیح تبلیغ وہی کر سکتا ہے جو علم دین میں حاذق و ماہر ہو، کیوں کہ راہ تبلیغ

میں اسلام کے متعلق ہزار ہا قسم قسم کے سوالات ہوں گے، جن کے کافی وشافی جواب دینے کے لیے علم میں پختگی لازم ہے۔ اس تناظر میں جب ہم حضرت مبلغ اسلام کی شخصیت کو دیکھتے ہیں تو واضح نظر آتا ہے کہ آپ ایک زبردست عالم دین تھے، جس کا اندازہ آنے والی سطروں سے بخوبی ہوتا ہے۔

آپ جامعہ قومیہ میرٹھ سے سولہ سال کی عمر میں درس نظامی کے امتحان میں امتیازی حیثیت سے کامیاب ہوکر دستار فضیلت سے نوازے گئے، درس نظامی سے فارغ ہونے کے بعد دیگر معاصر علوم وفنون میں بھی آپ نے امتیازی نمبروں سے کامیابی حاصل کی۔ (مبلغ اسلام نمبر، ص:۲۴۹، ملخصا)

غرض کہ آپ نے دینی وعصری علوم وفنون میں مہارت وپختگی حاصل کی اور پھر خود کو دین اسلام کی تبلیغ کے لیے وقف فرمادیا۔

حضرت مبلغ اسلام علیہ الرحمہ اپنی کتاب ''مرزائی حقیقت کا بیان'' کے آغاز میں خود رقم طراز ہیں فرماتے ہیں: میں نے ''مارشش'' آتے ہی اعلان کردیا تھا کہ جو شخص جس دینی مسئلہ کو سمجھنا چاہے میرے پاس ''جامع مسجد پورٹ لوئس'' میں دس بجے صبح سے چار بجے سہ پہر تک کسی وقت آئے اور سمجھ جائے۔ چنانچہ بمنہ تعالیٰ اس عرصے میں روزانہ آنے والوں اور مسائل سمجھنے والوں کا اس قدر ہجوم رہا کہ مجھ کو خواب وخور کی بھی فرصت بدقت ملتی تھی۔

اسی سلسلے میں بہت سے مرزائی بھی آئے اور الحمد للہ کہ جو میرے پاس سے نہ صرف لاجواب ہوکر بلکہ اطمینان پاکر ہی گئے، ان میں جن کو اللہ نے ہدایت دی وہ الحمد للہ تائب ہوکر جماعت مسلمین میں شامل ہوگئے۔ (ماخوذ از، تحفظ عقیدہ ختم نبوت، ص:۱۷)

سبحان اللہ! اس اعلان عام سے عیاں ہوگیا کہ مبلغ اسلام علیہ الرحمہ کو علوم دینیہ میں خوب پختگی حاصل تھی۔ ہر ایک کو کسی بھی طرح کے سوالات کرنے کی اجازت عامہ وہی دے سکتا ہے جو علوم وفنون میں پختگی اور ید طولیٰ رکھتا ہو۔ لہذا جو بھی آیا چاہے جیسے سوالات لایا آپ نے اس کو تشفی بخش جواب عنایت فرمایا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ بہت سے لوگ کفر و بد مذہبی سے تائب ہوئے۔ لہذا اس زمانے کا مبلغ بھی اگر زیور علم سے خود کو آراستہ کرکے مبلغ اسلام کا طریقہ اختیار کرے اور ان کی اس خصوصیت سے خود کو پیراستہ کرلے تو اس کی تبلیغ نہایت مؤثر ہوگی۔ کیوں کہ اگر مبلغ سائلین کے سوالات کا علمی وعقلی دلائل سے تشفی بخش جواب دے کر ان کو مطمئن نہ کرسکا تو اس کی باتوں کا قبول کیا جانا تقریباً ناممکن ہے۔

مختلف زبانوں پر مہارت

'عربی، فارسی اور اردو کے علاوہ انگلش، فرنچ، چینی، جاپانی وملائی زبان پر آپ (مبلغ اسلام) کو قدرت حاصل تھی (مبلغ اسلام نمبر، ص:۳۴۰)

مولانا مجاہد حسین حبیبی لکھتے ہیں: ''علامہ موصوف نے جن ممالک کا دورہ فرمایا تو وہیں کی زبان میں دعوت دین کا اہتمام فرمایا۔'' (ایضا، ص:۲۹۰)

چونکہ انسان کو اپنی مادری وقومی زبان سے فطری انسیت ہوتی ہے، اور ہر کوئی اپنی مادری وقومی زبان کو سمجھنے کی صلاحیت زیادہ رکھتا ہے، لہذا اسی کی زبان میں کلام کرنا زیادہ سودمند وزود اثر ہوتا ہے اسی لیے آپ جس ملک میں تشریف لے جاتے وہاں کی زبان میں فریضۂ تبلیغ انجام دیتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ وافر مقدار میں لوگ اسلام سے متاثر اور کثیر التعداد لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوتے نظر آتے۔

چنانچہ 'امریکہ میں اقامت کے دوران آپ نے ایک دن شہر نیویارک کے سٹی ہال میں عالمانہ پر زور تقریر کی۔ جلسہ برخاست ہوتے ہی بانوے امریکن انگریزوں نے اسلام قبول کرلیا، جن میں مشہور سائنس داں مسٹر جارج اینٹن بیوف اور ان کی بیگم شامل ہیں۔ اور امریکہ کے دارالسلطنت واشنگٹن کے متعدد اداروں میں جب آپ تقریر فرما رہے تھے تو چھتیس انگریز جو مختلف کالجوں کے پروفیسر تھے، سب کے سب مع اہل وعیال دامن اسلام سے وابستہ ہوگئے'' (ایضا، ص:۲۷۷)

انگریزی زبان میں تقریر کے ساتھ آپ نے مختلف ممالک میں انگریزی زبان میں مذہبی جرائد ورسائل کا اجرا کیا۔

علامہ تقدس علی خاں قادری بریلوی فرماتے ہیں۔آپ نے ''تمام مذاہب کے لوگوں کو دعوت اسلام دی۔ ہر زبان میں اسلامی لٹریچر شائع کیا''۔(ایضا،ص:۲۶۸)

مولانا غلام معین الدین قادری صاحب نے اپنے مقالے میں لکھا کہ ''دی مسلم ڈائجسٹ ڈربن جنوبی افریقہ، اسٹار آف اسلام سیلون، پاکستان نیوز ڈائجسٹ، اسلامک ورلڈ اینڈ یو-ایس-اے وغیرہ آپ کے جاری کردہ مذہبی جرائد اور رسائل سے دعوت واصلاح کا بہت بڑا کام ہوا۔(ایضاً،ص ۳۱۰)

اس کے علاوہ بھی انگریزی میں آپ کی دیگر تصانیف ہیں جن میں سے چند نام یہ ہیں: (۱) اسلام کی ابتدائی تعلیمات (۲) اسلام کے اصول (۳) اسلام اور اشتراکیت (مسائل انسانی کا حل (۶) مکالمہ جارج برناڈ شا۔(ایضا،ص:۳۴۰)

آفتاب نیم روز کی طرح روشن وعیاں ہو گیا کہ اس زمانے میں بھی اگر عالمی پیمانے پر اسلام کا تبلیغی فریضہ انجام دینا ہے تو بہت ساری زبانوں پر کامل دسترس رکھنا نہایت ضروری ہے۔ ورنہ غیر ملکوں میں تبلیغی فریضہ انجام دیتے وقت تبلیغی مواد پیش کرنے سے زیادہ اپنی زبانی غلطیوں سے اپنے آپ کو بچانے کی طرف ذہن کا میلان ہوگا، اس طرح تبلیغ زیادہ کارآمد ومؤثر ثابت نہ ہوگی، کیوں کہ جس زبان پر عبور حاصل نہیں اس میں مافی الضمیر کی ادائیگی کا مرحلہ سخت دشوار ہوگا۔اور تبلیغی فریضہ تو ویسے ہی دشوار ترین کام ہے۔لہذا مبلغ کو جتنی زیادہ زبانوں پر عبور حاصل ہوتا جائے گا اس کا دائرۂ تبلیغ اتنا وسیع تر ہوتا جائے گا۔اگر مبلغ اسلام کے اس اسلوب کو اپنا یا لیا جائے اور مختلف زبانوں پر مہارت حاصل کی جائے تو دین وسنیت کا بڑا کام انجام پائے، اور دور دراز ملکوں میں اسلام کی حقانیت کا پرچم بلند لہرائے۔

آپ نے ملاحظہ کیا کہ حضرت مبلغ اسلام نے الگ الگ مواقع پر انگریزی زبان میں مختلف رسائل و جرائد اور کتابوں کی اشاعت کی، اور یہ اس زمانے کی بات ہے جب انگیریزی زبان صرف انگریزوں تک محدود تھی اور آج جب کہ انگریزی زبان ایک عالمی زبان کی صورت اختیار کر چکی ہے، اور ہر علاقہ وخطہ میں لکھی، پڑھی اور بولی جاتی ہے، کیا عرب کیا عجم، کیا یورپ، کیا امریکہ، ہر جگہ انگریزی زبان کا بول بالا ہے ایسی صورت حال میں مبلغ اسلام کے اس مشن پر کاربند ہونا اور زیادہ لازم ہو جاتا ہے تا کہ اس عالمی زبان میں اسلام کی خاطر خواہ تبلیغ کی جا سکے۔

تبلیغ دین کے لیے از خود سفر کرنا

مولانا مجاہد حسین حبیبی لکھتے ہیں کہ: مبلغ اسلام نے چالیس سے بھی زیادہ ممالک کا سفر صرف دعوت اسلام عام کرنے کے لیے فرمایا۔ان اسفار کی ایک خاص بات یہ تھی کہ علامہ موصوف نے از خود یہ اسفار کیے تھے، کسی کی چاہت ودعوت پر نہیں۔(مبلغ اسلام نمبر،ص:۲۹۰)

مبلغ اسلام کی نمایاں خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ''آج کے علما کی طرح دعوت ناموں کے منتظر نہیں رہتے تھے بلکہ ابر بارندہ کی طرح پیاسی زمینوں پر خود ہی برس جاتے تھے۔ وہ ممبئی اور کراچی کے ساحلوں سے پانی کے جہاز پر سوار ہو کر کسی بھی ملک یا جزیرے پر اتر جاتے اور وہاں کے افراد سے مل کر خود جلسوں کا اہتمام کرتے، کبھی کوئی ہال کرائے پر لیتے یا کسی اسکول اور کالج میں خطاب کرتے اور ان جلسوں میں مسلم وغیر مسلم سب کو دعوت دیتے۔ جہاز پر سوار ہوتے تو تنہا ہوتے اور جب واپسی کے سفر پر جہاز پر آتے تو جہاز پر کام کرنے والوں کا بیان ہے کہ ان کے ساتھ اہل عقیدت کا ایک ہجوم

ہوتا۔(ایضا،ص:۱۸۱)

اگراس زمانے کے مبلغین کا تجزیہ کریں،ان کے احوال کا جائزہ لیں توان کے احوال بالکل برعکس نظرآتے ہیں،کہ بغیر دعوت ناموں اورموٹی رقم کے گھر سے قدم نکالنے کے لیے راضی نظرنہیں آتے ،یہی وجہ ہے کہ ان کے خطابات وتبلیغ کا کوئی اثرنہیں پڑتا۔اورحصول ہدایت وراستی کا ثمرہ حاصل نہیں ہوتا۔لہذا اب بھی مبلغین اگرمبلغ اسلام کی اس خصوصیت کے متحمل ہوکرتبلیغی فریضہ انجام دیں تو ضرورخطاب وبیانات پراثر ثابت ہوں گے۔

راہ تبلیغ میں رد بد مذہباں

صرف غیرمسلوں کواسلام کی طرف راغب کرنے ہی کا نام تبلیغ نہیں بلکہ ان بد مذہبوں کا رد کرنا بھی تبلیغ دین کا اہم فریضہ انجام دینا ہے جواسلام کے نام پرتخریب کاری کا کام کرتے ہیں اورغیراسلامی احکام پراسلامی لیبل لگا کرعوام الناس کوگمراہ کرتے ہیں۔اس لیے ایک مبلغ پرضروری ہے کہ وہ باطل فرقوں کا ردوابطال بھی حکمت کے ساتھ کرتارہے،بالخصوص موجودہ زمانے میں جب کہ ہرطرف سے باطل فرقوں کی یلغار ہے،اسلامی نظریات کوشرک وبدعت قرار دیاجارہاہے،اورمبلغین بے جامصلحتوں کے شکارہوکرتر دیدفرق باطلہ سے منہ موڑے ہوئے ہیں جس کے نتیجے میں یہ باطل فرقے روزافزوں ترقی پزیر ہیں ،اس لیے اس امر میں بھی مبلغ اسلام کا اسلوب اورطرزتبلیغ اپنانے کی اشد ضرورت ہے۔

مولانا فروغ احمداعظمی لکھتے ہیں:''آپ نے یورپ،امریکہ،افریقہ،آسٹریلیااورایشیا کے بے شمارملکوں میں گھوم گھوم کراسلام کی تبلیغ کی۔اس کے ضمن میں قادیانیت کے خلاف جہادبھی کیا۔آپ کی تبلیغ سے جہاں ستر ہزارغیرمسلموں نے اسلام قبول کیااور بہت سے بدعمل اور بدعقیدہ لوگ راہ راست پر آئے،وہیں بے شمارقادیانی آپ کی تبلیغ کے اثر سے قادیانیت سے تائب ہوئے۔آپ نےتحریروتقریردونوں کے ذریعے قادیانیت کی بیخ کنی کی اوراس فتنے سے دنیا کوآزادکیا۔حضرت مبلغ اسلام نے اپنے عالمی دوروں میں خصوصاًافریقی مما لک اورانڈونیشیاوملیشیاکےتبلیغی دوروں میں قادیانیت کے خلاف جہاد کیا۔عقیدۂختم نبوت کی بین الاقوامی سطح پربرتر جمانی کا اولین سہراآپ ہی کے سر ہے۔فتنۂ قادیانیت سے عالم اسلام کوآگاہ کرنے کے لیےآپ نے انگریزی میں The Mirror اورعربی میں'' المرأۃ ''اوراردواورانڈونیشیا کی زبان میں''مرزائی حقیقت کا اظہار'' نامی کتابیں لکھیں اورلاتعداد نسخے دنیا بھر میں تقسیم کرنے کاانتظام بھی فرمایا۔''

۱۹۲۸ء میں ماریشس پہنچے،تو آپ نے دیکھا کہ وہاں کے مسلمان قادیانیوں کے پنجے میں بری طرح جکڑے ہوئے ہیں۔چنانچہ آپ نے جلسوں میں برسرعام مرزاغلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعوی مجددیت،دعوی مسیح موعوداوردعوی نبوت کارد کیا،مرزائیوں کے عقائد کارد کیا،مرزائیت کے خلاف آپ کےاس لسانی جہادکا جہاں یہ اثر ہوا کہ بےشمارمسلمانوں کومرزا قادیانی اورقادیانیوں کے عقائد کا علم ہوا،وہاں بےشمارقادیانیوں نے قادیانیت ترک کردی اوراسلام قبول کیا۔ماریشش میں پہلی بارمرزائیت کوحق کے مقابلے میں شکست ونا کامی سے دوچار ہوناپڑااوراس کے بعداس ملک میں اس جماعت کی ترقی کے امکانات ختم ہوگئے۔

سرینام(جنوبی امریکہ)مرزائیوں کامرکز تھاجہاں غالبا ۱۹۳۵ء میں سب سے پہلےتبلیغ دین کے لیے حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئےجنھوں نے ایک بڑی تعدادکومرزائیت کے فریب سےنجات دلائی اوراہل سنت وجماعت کا مرکز قائم کیا۔

حضرت مبلغ اسلام ۱۹۲۸ء میں پورٹ لوئس(ماریشش)کے میرعبدالرزاق صاحب کی دعوت پر جب ماریشش پہنچےتو آپ نے دیکھا کہ وہاں سادہ

لوح مسلمانوں کو قادیانیت کے دجل وفریب نے بری طرح متاثر کردیا ہے۔آپ نے فوری طور پر مرزا قادیانی کے خلاف علم جہاد بلند فرمایا اور جگہ جگہ جلسے منعقد کر کے مسلمانوں کو اس جھوٹے نبی کی کفریہ باتوں سے آگاہ کیا اور آپ نے اپنی مساعی سے قادیانیت کی کمر توڑ دی۔

تاہم ایک چھوٹا سا گروہ پروفیسر زین العابدین نامی شخص کے تحت قادیانیت پر قائم رہا لیکن جب حضرت مبلغ اسلام نے ۱۹۳۰ء میں ماریشش کا دوبارہ دورہ فرمایا تو پروفیسر موصوف نے حضرت سے کئی مباحث کیے اور بالآخر اپنے ساتھیوں کے ساتھ قادیانیت سے توبہ کی اور آپ کے ہاتھوں پر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔اس طرح ماریشش میں مرزائیت اور قادیانیت کا مکمل خاتمہ ہو گیا۔(ایضاً،ص:۳۵۴/۳۵۵)

تبلیغی مشن کے لیے اداروں کا قیام

تبلیغ دین کا ایک اہم اور اعلیٰ ترین ذریعہ مدارس کا قیام بھی ہے۔کہ جید علما کی نگرانی میں ہزاروں بچے پرورش پائیں اور پھر دنیا بھر میں اسلام کی ترویج واشاعت کریں۔اسی کے پیش نظر مبلغ اسلام علیہ الرحمہ نے بے شمار مدارس کو وجود بخشا تا کہ ان کے ذریعے شجر اسلام کی آبیاری ہوتی رہے۔اور وافر تعداد میں علما پیدا ہوتے رہیں اور تبلیغ دین وسنیت کا کام کبھی منجمد نہ ہو۔

ہندوستان میں مبلغ اسلام علیہ الرحمہ کی عظیم یادگار ''دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی'' کا قیام ہے۔''آپ عقیدت مندوں کی گزارش پر دوبار جمدا شاہی (ضلع بستی، یوپی) تشریف لائے۔اور آخری تبلیغی دورے میں آپ نے دینی مدرسہ کے قیام کی خواہش کا اظہار فرمایا کہ اسلام وسنیت کی اشاعت و تبلیغ کے لیے اسلامی قلعہ کا ہونا ضروری ہے۔مبلغ اسلام علیہ الرحمہ کے ایما پر ''دادالعلوم علیمیہ'' کا قیام عمل میں آیا۔اور مبلغ اسلام نے گنبد خضرا کے سائے میں دارالعلوم کی ترقی کے لیے دعا فرمائی اور الحمدللہ ان کی دعا مقبول ہوئی۔''(مبلغ اسلام نمبر،ص:۸۲۵،ملخصا)

آپ کے من جملہ قائم کردہ اداروں میں دارالعلوم علیمیہ کے قیام کا فائدہ دنیا اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کر رہی ہے کہ یہاں کے فارغین علما مختلف بلاد و امصار میں دین وسنیت کا بہترین انداز میں کام انجام دے رہے ہیں۔

ہندوستان کے علاوہ آپ نے جن ممالک کا دورہ کیا ان میں سے بہت سارے ممالک میں آپ نے مدارس ومساجد قائم فرمائے جن سے اسلام و سنیت کا بڑا کام انجام پا رہا ہے۔

مبلغ اسلام کے قائم کردہ ادارے

مولانا ایوب قادری لکھتے ہیں کہ علامہ کے قائم کردہ ادارے جو شبانہ روز خدمت دین میں نہایت گرم جوشی سے مصروف ہیں، درج ذیل ہیں:

(۱) حنفی مسجد کولمبو، (سیلون) (۲) مسجد ناگریا (جاپان) (۳) سلطان مسجد۔

اس کے علاوہ مشہور مذہبی جرائد واخبارات ''دی مسلم ڈائجسٹ'' ڈربن جنوبی افریقہ' اسٹار آف اسلام'' سیلون،'' پاکستان نیوز''' جنوبی افریقہ' اسلامک ورلڈ اینڈ یو، ایس اے' امریکہ وغیرہ اور دیگر اسکول، لائبریریوں، تبلیغی اداروں اور سوسائٹیوں کی تعداد تقریباً پانچ ہزار سے زائد ہے۔آپ کی تصانیف وتالیفات دنیا کے ہر مسلم ادارے میں موجود ہے۔

امریکہ ویورپ میں آپ نے مشینریاں، ادارے، اسلامی سوسائٹیاں، مدارس اور لائبریریاں قائم فرمائیں۔(ایضاً،ص:۲۷۷/۲۷۸،ملخصا)